تحقیق وتنقید

اسفار و غزواتِ نبوی میں ازواجِ مطہرات کی رفاقت

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

سیرتِ نبوی کا ایک اہم باب اور دلآویز مرقع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسفارِ بابرکات کا مطالعہ ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدنی دورِ حیات میں تبلیغی، مذہبی اور فوجی اغراض و مقاصد سے بہت سے اسفار کیے جن کو عام طور سے اصطلاحی معنوں میں "غزوات" کہا جاتا ہے۔ کم فہمی اور لاعلمی کے سبب ان غزواتِ نبوی کو محض "فوجی مہمات" ہی سمجھ لیا گیا ہے اور ان میں خالص دینی اور مذہبی سفروں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ جیسے عمرۂ حدیبیہ، عمرۃ القضاء اور حج ابوبکر صدیق اور حجۃ الوداع بھی ہماری کتبِ سیرت میں خاص کر قدیم مصادر اور اصلی مآخذ میں بطور غزوات ہی بار پاتے اور شمار کیے جاتے ہیں۔ البتہ جدید مطالعات میں سے بعض کے اس شرف کا اعتراف کرنا چاہیے کہ ان میں "غزوات و سرایا" کی مقصدی نوعیت کا کسی حد تک تجزیہ ضرور کیا گیا ہے، اگرچہ ابھی کامل تجزیہ و تحلیل کا موقع باقی ہے[1]۔

ان ہی اصطلاحی غزواتِ نبوی یا اسفارِ نبوی کا ایک خوبصورت پہلو اور دلنشیں زاویہ یہ ہے کہ ان میں سے متعدد مواقع پر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بھی شریکِ سعادت اور سہیم مصاحبت ہوئیں اور بعض مواقع پر دوسری صحابیات نے بطور "مجاہدات" شرکت و معیت کا شرف پایا اور خاص مواقع یا بحرانی صورتوں میں انھوں نے اپنی موجودگی اور حاضری سے مجاہدین اور ان کے قائدِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں پر پھاہا رکھا اور مرہم ہمدردی و دوائے تسلی کا نسخۂ شفا استعمال کیا۔ اصلی مصادر و مآخذ اور ثانوی کتبِ سیرت و سوانح میں ان تمام حسین و جمیل پہلوؤں کی طرف اشارے یا بعض حالات میں تفصیلات ضرور دستیاب ہیں[2] لیکن ان کو یکجا کر کے سیرتِ طیبہ کے اس محبت آگیں سنت کا مطالعہ نہیں کیا گیا۔ اس مختصر مقالہ کا اصل ہدفِ تحریر یہ ہے کہ اسفارِ نبوی میں ازواجِ مطہرات

کی شرکت کی تفصیلات کو جمع کر کے اس باب سیرت کو مکمل کیا جائے۔

ابھی تک غزوۂ بدر میں ازواج مطہرات کی شرکت و شمولیت کی کوئی روایت نہیں مل سکی ہے اور نہ غزوۂ بدر سے قبل کے تمام غزوات۔ الابواء، بواط، بدر اولی/ ذوالعشیرہ — میں بھی جن کو اصطلاحاً اولین مہمات کا نام دیا جاتا ہے ان کی شرکت کا کوئی ثبوت یا قرینہ ہاتھ آیا ہے۔ بعض شاذ روایات میں ابتدائی غزوات کی تعداد چار سے زیادہ تھی[۳۳] بہر حال پہلا غزوہ جس میں امہات المومنین اور بعض دوسری صحابیات کی شرکت کا ثبوت ملا ہے وہ غزوہ احد ہے اور وہ بھی اصل غزوہ میں نہیں بلکہ مسلمانوں کی شکست اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر پھیلنے کی بحرانی حالت کی صورت میں۔

واقدی اور دوسرے سیرت نگاروں کے مطابق اس ہولناک خبر کے سننے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صحابیات کی ایک جماعت (نسوۃ) کے ساتھ خبر کی اصلیت کا پتہ لگانے نکلیں اور وہ جب حرہ کے کنارے پر پہونچیں جو بنو حارثہ کی طرف سے وادی کے راستے پر تھا تو ان کی ملاقات حضرت ہند بنت عمرو بن حرام سے ہوئی جو ایک اونٹ پر اپنے شوہر حضرت عمرو بن الجموح اور فرزند خلاد بن عمرو اور اپنے بھائی حضرت ابو جابر عبد اللہ بن عمرو بن حرام کی نعشیں لے جا رہی تھیں۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر و عافیت اور مسلمانوں کی شہادت کا علم ہوا۔[۳۴] کچھ آگے چل کر حضرت عائشہؓ اور ان کی ساتھی مجاہدات کی ملاقات حضرت السمیراء بنت قیس/بنو دینار سے ہوتی جن کے دو فرزندوں حضرات النعمان بن عبد عمرو اور سلیم بن حارث کی شہادت پر تعزیت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کی[۳۵] اس طرح وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچیں اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد کی تدفین کرنے کے بعد جناب الٰہی میں دعائے مغفرت و عافیت کی تو آپ کے ساتھ چودہ عورتیں موجود تھیں۔ جنھوں نے مردوں کی صف کے پیچھے صف بنا کر دعا میں شرکت کی ان خواتین اسلام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ بتول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں جنھوں نے میدان احد پہنچ کر اپنے والد گرامی قدر کے زخمی چہرے اور شکستہ بدن سے لپٹ کر تسلی و تشفی دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کا علاج و مداوا کیا۔[۳۶] ان کے اپنے اپنے زخم تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی خیر و عافیت دیکھ کر ہر مصیبت ہلکی اور قابل برداشت بن گئی تھی کہ "اصل حیات" محفوظ و مامون تھی۔

غزوۂ بنی المصطلق یا مریسیع پہلا غزوہ ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی باقاعدہ شرکت کا پتہ چلتا ہے۔ واقعۂ افک کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ صریح بیان ملتا ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے تھے جس کے نام کا قرعہ نکلتا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لے جاتے۔ جنگ بنو مصطلق کو جاتے وقت جب قرعہ ڈالا گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ کا نام نکلا اور وہ آپ کے ساتھ اس غزوہ میں روانہ ہوئیں اور پورے غزوہ میں شریک رہیں اور مدینہ منورہ کی طرف واپسی کے دوران وہ واقعۂ افک پیش آیا جس کا ہدف حضرت عائشہ صدیقہ کی ذات بابرکات تھی لیکن ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات مبارکہ کے ذریعہ اس الزام سے بری کر دیا اور ان کی عفت و عصمت اور پاکیزگی و طہارت کی وہ گواہی دی جس کو تمام مسلمان تا قیام قیامت اپنی اپنی زبانوں سے دہراتے اور حضرت عائشہ کی طہارت کی تصدیق و تقدیس کرتے رہیں گے۔ احادیث میں صرف حضرت عائشہ صدیقہ کی شرکت غزوہ اور سفر نبوی میں معیت نبوی کی سعادت حاصل کرنے کا ذکر لیکن اصحاب سیرت و سوانح نے خاص کر واقدی نے ایک دوسری زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ کی شرکت سفر کا ذکر کیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مریسیع کے چشمہ پر پہنچے تو آپ کے لیے چمڑے کا خیمہ لگایا گیا اور آپ کے ساتھ آپ کی ازواج طاہرات میں حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ تھیں۔ واقعۂ افک کے بیان واقدی میں اس کا اضافہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے کہ سفر یا حضر میں حضرت عائشہ رضؓ آپ سے جدا نہ ہوں لہٰذا مریسیع کے غزوہ کا ارادہ جب آپؐ نے فرمایا تو ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی اور اس میں میرا اور حضرت ام سلمہ کا تیر نکلا اور ہم دونوں آپ کے ساتھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو المصطلق کا مال اور جان بطور غنیمت عطا فرمایا اور پھر ہم واپس لوٹے۔ واپسی پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری زوجہ مطہرہ حضرت جویریہ بنت الحارث خزاعی بھی ساتھ تھیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ کے اختتام پر ان سے نکاح کر لیا تھا اور ان کو اپنی دونوں ازواج مطہرات کے ساتھ واپس مدینہ منورہ لائے تھے۔ ان کے نکاح کا واقعہ اہل سیر نے خاصی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ حضرت عائشہ

سے مروی ہے کہ حضرت جویریہ بہت خوبصورت اور دلآویز خاتون تھیں جوان کو دیکھتا اس کا دل اس کے ہاتھ سے نکل جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہی تشریف فرما تھے کہ وہ آپ سے اپنی رقم مکاتبت کے سلسلہ میں امداد حاصل کرنے آئیں اور حضرت عائشہ کو ان کی آمد ناگوار گزری کہ نسوانی حساسیت نے ان کو یقین دلا دیا کہ وہ زوجۂ نبوی بن کر رہیں گی اور بالآخر ایسا ہی ہوا اور وہ ساتھ ہی مدینہ آئیں[۵۳]

شیخین کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کا ارادہ کیا اور آپ نے حسب معمول ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کی تو حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ دونوں امہات المومنین کے اسمارِ گرامی نکلے وہ دونوں اس سفر مبارک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم رکاب رہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے قریب رہتے۔ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آج رات تم میرے اونٹ پر اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہو جاؤں۔ حضرت عائشہؓ راضی ہو گئیں۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے اونٹ کے قریب آئے تو اس پر حضرت حفصہ کو سوار پایا اور ان کو سلام کر کے ان کے ساتھ ہی چلتے رہے۔ کچھ دیر بعد مسلمانوں نے قیام کیا تو حضرت عائشہؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قریب نہ پا کر پیروں پر اذخر گھاس ڈال لی اور کہنے لگیں اے میرے رب! مجھ پر کسی بچھو یا سانپ کو مسلط کر دے کہ وہ مجھے کاٹ کھائے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کچھ کہہ نہیں سکتی کہ وہ تیرے رسول ہیں۔ البتہ اپنے آپ کو کوس سکتی ہوں[۵۴]

اہل سیر کا بیان ہے کہ جنگ خندق کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کے کام سے فارغ ہونے کے بعد دبر سلع کے مقام پر قیام فرمایا اور اپنے لیے ایک خیمۂ چرمی لگوایا جو جبل احزاب کے زیریں حصہ کے پاس واقع مسجد اعلیٰ سے متصل تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ازواج مطہرات کو تو بنو حارثہ کی گڑھی میں بھیج دیا تھا مگر آپ کی تین ازواج طاہرات باری باری سے آپ کے ساتھ قیام فرما ہوتی تھیں۔ چند روز حضرت عائشہ رہتیں، پھر ان کی جگہ حضرت ام سلمہ لیتی تھیں اور پھر حضرت زینب بنت جحش آ جاتی تھیں۔ پورے زمانۂ خندق کے دوران اسی طرح باری باری ان تینوں ازواج مطہرات کے ساتھ آپ قیام فرما رہے۔ اسی زمانے کا ایک واقعہ واقدی نے

یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں اور کسی وقت آپ کا ساتھ نہیں چھوڑتی تھیں۔ حالانکہ وہ شدید سردی کا زمانہ تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس خندق کی حفاظت و نگرانی فرماتے تھے اور اپنے قبہ میں جتنی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتا نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر خیمہ سے باہر گئے اور زور سے فرمایا کہ آپ کی آواز حضرت ام سلمہ کے کانوں تک خیمہ میں بھی پہونچی کہ یہ مشرکوں کا شہسوار دستہ خندق کا چکر لگا رہا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباد بن بشر اور ان کے محافظ دستوں کو مشرک دستے کی حرکات و سکنات سے باخبر کیا اور جب مطمئن ہو گئے تو خیمہ میں آکر سو گئے۔ حضرت ام سلمہ اس دوران جاگتی رہیں حتی کہ فجر ہو گئی[۱۱]۔ حضرت ام سلمہ نے اسی قیام کے دوران اپنا دوسرا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ میں آدھی رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبہ میں موجود تھی اور آپ استراحت فرما رہے تھے کہ آواز ہنگام آئی۔ آپ نیند سے بیدار ہو کر خیمہ سے باہر گئے اور محافظوں سے اس شور کے بارے میں گفتگو کرنے لگے جس نے آپ کو جگا دیا تھا۔ حضرت عباد کو آپ نے معلومات حاصل کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ام سلمہ بھی قبہ کے دروازے پر آکر کھڑی ہو گئیں اور ان کی باتیں سننے لگیں۔ اس رات مشرکوں نے کئی بار مسلم فوج پر حملہ کیا مگر ہر بار مار کھائی۔ حضرت ام سلمہ اس رات کی بات بعد میں بیان کر کے فرمایا کرتی تھیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی غزوات میں شریک ہوئی جن میں جنگ اور خوف کا راج رہا لیکن ہمارے نزدیک خندق سے زیادہ اور کوئی موقعہ زیادہ تھکا دینے اور خوفزدہ کرنے والا نہیں تھا۔ حضرت ام سلمہ نے اس ضمن میں جن غزوات میں شرکت کی تصریح کی ہے ان میں مریسیع، خیبر، حدیبیہ، فتح مکہ اور حنین کے غزوات کے نام شامل ہیں[۱۱]۔

واقدی نے حضرت ام سلمہ کا تیسرا واقعہ اسی غزوہ کا یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ام عامر بنو عبد الاشہل کی خاتون نے حیس نامی کھانا ایک بڑے پیالے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا جب آپ اپنے قبہ میں حضرت ام سلمہ کے ساتھ قیام پذیر تھے حضرت ام سلمہ نے پیٹ بھر کر کھایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پیالے کو قبہ سے باہر لے گئے اور آپ کے منادی کی آواز پر تمام موجود اہل خندق نے لبیک کہا اور اس دعوت نبوی سے پیٹ بھر مستفید ہوئے جبکہ معجزاتی طور سے پیالہ کا کھانا پورا کا پورا موجود باقی رہا۔[۱۱]

غزوۂ خندق کے دوران قیام حضرت عائشہؓ نے اپنا ایک واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے ایک شگاف کی طرف برابر جاتے اور اس کی حفاظت فرماتے تھے۔ جب آپ کو ٹھنڈک تکلیف پہونچانے لگتی تو واپس آجاتے اور حضرت عائشہ اپنی گود کی گرمی سے ٹھنڈک کو دور کرتیں۔ حرارت پاکر آپ پھر اسی شگاف کی طرف چلے جاتے اور اس کی نگرانی کرتے اور فرماتے کہ مجھے خدشہ ہے کہ لوگوں پر اس زاویہ سے حملہ ہو جائے۔ ایک رات آپ حضرت عائشہ کی گود کی گرمی سے رات کی سردی دور کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کاش آج کوئی مرد صالح میری حفاظت ونگہداشت کرتا۔ فرماتی ہیں کہ جیسے ہی میں نے آپ کی بات سنی ویسے ہی لوہے کے بجنے اور ہتھیاروں کے کھڑکنے کی آواز آئی۔ آپ کے استفسار پر معلوم ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص زہری درِ دولت پر حاضر ہیں۔ آپ نے ان کو اس شگاف کی حفاظت کرنے کا حکم دیا اور آرام سے سو گئے۔ حضرت عائشہ فرمایا کرتی تھیں کہ میں اس رات اور اس کی بات کو ہمیشہ عزیز رکھتی ہوں[۱۱۴] بظاہر یہ واقعہ حضرت ام سلمہ کے قیام سے قبل کا معلوم ہوتا ہے اور خندق سے اپنی غیر حاضری کے دوران حضرت عائشہؓ نے بنو حارثہ کی گڑھی میں قیام کیا تھا اور وہاں ایک بار حضرت سعد بن معاذ کو ایک چھوٹی زرہ میں ملبوس دیکھ کر میدان جنگ کی طرف رواں دواں پایا تو ان کی والدہ ماجدہ سے کہا کاش ان کی زرہ ان کے پورے جسم کو ڈھانک لیتی مگر قضائے الٰہی کہ اسی کے سبب وہ زخمی ہو گئے اور پھر شہادت پائی[۱۱۵] حضرت زینب بنت جحش کے قیام خندق کے مذکورہ بالا حوالہ کے سوا اور کوئی تفصیل دستیاب نہ ہو سکی۔

دوسرے غزواتِ نبوی میں حضرت ام سلمہ کی شرکتِ سعادت کا جو حوالہ اوپر گذرا ہے اس کے مطابق زوجۂ محترمہ عمرہ حدیبیہ کے سفرِ مبارک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ واقدی نے اس کی توثیق کرتے ہوئے اضافہ کیا ہے کہ اس سفرِ سعادت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چار خواتینِ مدینہ منورہ سہیم وشریک تھیں یہ ام المومنین حضرت ام سلمہ کے علاوہ حضرت ام عمارہ، حضرت ام منیع، اور حضرت ام عامر (بنو عبد الاشہل)[۱۱۶] تھیں۔ ان صحابیاتِ عالیات نے عمرۂ حدیبیہ اور صلح حدیبیہ کے کئی واقعات بیان کیے ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت ام سلمہ یہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

جب حدیبیہ میں قیام پذیر ہو گئے تو آپ کی خدمتِ اقدس میں عمرو بن سالم اور بسر بن سفیان آپ کے دو خزاعی حلیفوں نے آپ کے لیے بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کا ہدیہ بھیجا۔ آپ نے ان کو دعائے برکت دی اور اونٹوں کو ذبح کرکے ان کا گوشت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تقسیم کیا گیا۔ حضرت ام سلمہ نے بھی ایک بکری کے گوشت سے تناول فرمایا۔ ہدیہ لے کر جو غلام آیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس کے علاقے کے حالات پوچھے تو اس نے بڑی فصیح و بلیغ زبان میں حالات سنائے جس سے آپ کو اور آپ کے صحابہ کرام کو بہت تعجب آمیز خوشی ہوئی۔ اس نے آپ کے دستِ مبارک کو حصولِ برکت کے لیے بوسہ دیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر اس کو دعائے برکت دی۔ وہ اس وقت سن رشد کو پہونچ چکا تھا اور بقول راوی خلافتِ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں اپنی وفات تک اس کو اپنی قوم میں امتیاز حاصل رہا۔[۱۶]

اسی عمرۂ حدیبیہ کے سفر مبارک کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے لکھے جانے کے بعد جب قریشی وفد کے اراکین چلے گئے، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو قربانی کرنے کا حکم دیا لیکن مارے صدمہ اور غم کے کس نے بھی حکم نبوی پر اقدام نہیں کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سخت غیظ و غضب کی حالت میں حضرت ام سلمہ کے پاس آئے جو آپ کی شریک سفر تھیں اور لیٹ گئے۔ حضرت ام سلمہ کے بار بار استفسار پر بھی آپ نے جواب نہ دیا اور آخر کار سارا ماجرا سنایا تو حضرت ام سلمہ نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ بنفس نفیس اپنی ہدی کی قربانی کریں لوگ آپ کی اقتدا کریں گے اور بالآخر ان کا کہا سچ ہوا کہ مسلمانوں نے آپ کو قربانی کرتے دیکھ کر اتنی تیزی سے اپنی ہدی کی طرف جھپٹے کہ ازدحام کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ دوسری صحابیات نے بھی بعض واقعات و سنن بیان کیے ہیں جبکہ حضرت ام سلمہ کا دوسرا بیان یہ ہے کہ انھوں نے اپنے بال کے کنارے اپنے ہاتھ سے کاٹ کر قصر کا فریضہ ادا کیا۔[۱۷]

آیت تیمم کے ضمن میں محدثین کرام کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تشریف لے گئے اور اس میں حضرت عائشہ صدیقہ بھی آپ کے ہمراہ تھیں۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ بیداء یا ذات الجیش نامی مقام پر پہونچے

توحضرت عائشہ صدیقہ کا ہار ٹوٹ کر بکھر گیا۔ اس کی تلاش میں آپ نے پڑاؤ کر دیا۔ اس مقام کے ارد گرد پانی دستیاب نہ تھا اور لوگ بھی تہی دست تھے۔ صحابہ کرام نے اس کی شکایت حضرت ابوبکر سے کی اور حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہ کے پاس زجر و توبیخ کرنے پہونچے تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زانوئے مبارک کو تکیہ بنائے سو رہے ہیں حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ کو ڈانٹا بھی اور تھوڑا مارا بھی لیکن حضرت عائشہ نے حرکت نہ کی کہ مبادا آپ کی آنکھ کھل جائے۔ اللہ تعالی نے حضرت عائشہؓ کے محبت آگیں سلوک اور خدمت نبوی سے متاثر ہو کر تیمم کا حکم نازل فرمایا اور حضرت اسید بن حضیر نے برملا اس کا یوں اعتراف کیا کہ "اسے آل ابوبکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ اللہ تعالی تمہیں جزائے خیر دے تمہارے باب میں جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوئی اللہ تعالی نے اس کو مسلمانوں کے لیے باعثِ برکت بنا کر مسلمانوں کے لیے بچنے کی راہ نکال دی"۔ حسن اتفاق کہ جب کوچ ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ کا گمشدہ ہار اسی اونٹ کے نیچے مل گیا جس پر وہ سفر فرما تھیں۔[۱۸]

سیرت نگاروں کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد ۷ھ/۶۲۹ء میں غزوہ خیبر پہلا غزوہ تھا جس میں کافی تعداد میں صحابیات بطور مجاہدات شریک ہوئیں بقول واقدی ان میں بیس خواتین شامل تھیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ ان میں سے ایک تھیں۔[۱۹] اس غزوہ کے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ میں روانگی کا ارادہ کر لیا تو حضرت ام سنان اسلمیہ نے آپ کے ساتھ شرکت کی اجازت مانگی اور آپ نے ان کو اجازت دیتے ہوئے حضرت ام سلمہ کے ساتھ رہنے کی تاکید کی اور وہ ان ہی کے ساتھ رہیں اور ان ہی کے ساتھ مدینہ منورہ واپس بھی آئیں۔[۲۰]

اسی سفر سعادت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی نئی نویلی اہلیہ حضرت صفیہ بنت حیی بھی خیبر سے مدینہ تشریف لائیں کہ ان کا نکاح غزوۂ خیبر کے خاتمہ پر آپ کے ساتھ ہو گیا تھا۔ اس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ حضرت صفیہ بنت حیی کی گرفتاری اور قید کے بعد آپ نے ان کی حفاظت کا حکم اپنے اصحاب کرام کو دیا اور پھر مدینہ واپس ہوتے ہوئے جب ایک منزل پر قیام فرمایا تو حضرت صفیہ کو اپنی ردائے مبارک سے ڈھانک دیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی جو انھوں نے بخوشی قبول کر لی اور ان سے شادی کر کے ان کے ساتھ شب زفاف گزاری اور پھر ان کو واپس ساتھ مدینہ منورہ لائے جہاں

دوسری ازواجِ مطہرات نے ان کے شایانِ شان ان کا استقبال کیا جس کا ایک دلچسپ حصہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ کو جب نئی زوجہ عالیہ کی تشریف آوری کی خبر ملی تو انھوں نے حضرت ام سلمہ سے جو رسول اکرم کے ساتھ شریکِ غزوہ رہی تھیں حضرت صفیہ کے بارے میں حضرت بریرہ کے ذریعہ معلومات حاصل کیں اور پھر حضرت عائشہ نے بذات خود ان کا دیدار کیا۔ اس سلسلہ میں بعض اور اہم تفصیلات بھی ملتی ہیں۔ محدثین کرام نے حضرت صفیہ کی شادی کے بارے میں تھوڑا سا اختلاف کیا ہے کہ پہلے وہ حضرت دحیہ کلبی کے قبضہ میں آئی تھیں پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سردار کی دختر ہونے کے سبب سات باندیوں کے بدلے اپنے نکاح میں لے لیا۔[۲۱]

اہلِ سیر وحدیث کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں بھی اور عمرۂ قضا کے "غزوہ" میں بھی ان تمام صحابہ کرام اور صحابیاتِ عالیات کو لازمی طور سے شامل فرمایا سوائے ان شہدائے کرام کے جنھوں نے غزوۂ خیبر میں سرفرازی پائی تھی۔ ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات میں سے حضرت ام سلمہ بھی اس میں شریک تھیں کہ وہ عمرۂ حدیبیہ کے سفر کی ایک محترم شریک تھیں۔ حالانکہ واقدی کے ایک گذشتہ حوالہ میں عمرۃ القضیہ کا ذکر نہیں پایا جانا اور دوسری روایاتِ حدیث وتاریخ میں بھی کسی ام المومنین کی شرکت کا حوالہ نہیں ملتا۔ البتہ ایک اہم واقعہ کا ذکر صریح ضرور ملتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسی سفر مبارک کے خاتمہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدودِ حرم میں احرام کھولنے کے بعد اپنی آخری زوجۂ ماجدہ حضرت میمونہ بنت حارث ہلالی سے نکاح کیا تھا اور مکہ مکرمہ کے کنارے مقام سرف پر ان کے ساتھ شبِ زفاف گذاری اور پھر ان کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ آئے تھے۔[۲۲]

فتح مکہ کے عظیم الشان غزوہ اور اہم ترین سفر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی کی شرکت و سہم رکابی کا صریح ذکر کم ملتا ہے لیکن کئی حوالے بتاتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ اس سفرِ نبوی میں بھی مصاحبتِ نبوی سے سرفراز ہوئی تھیں اور انھوں نے ہی نیق العقاب کے مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرات ابوسفیان بن حارث ہاشمی اور عبداللہ بن ابی امیہ مخزومی کی سفارش کی تھی اور ان کی توبہ قبول کر کے ان کو داخل اسلام کیا تھا۔[۲۴] حضرت ام سلمہ سے ہی مخزومی عورت کی چوری کے سلسلہ میں سفارش کی گئی مگر انھوں نے ناجائز سفارش کرنے سے انکار کر دیا۔[۲۵]

ظاہر ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ غزوۂ فتح مکہ کے علاوہ غزوات حنین واوطاس وطائف میں بھی شریک تھیں۔ امام بخاری کی روایت ہے کہ طائف کے محاصرہ کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت ام سلمہ کے پاس پہونچے تو ان کے پاس ایک مخنث بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے حضرت ام المومنین کے بھائی حضرت عبداللہ بن ابی امیہ سے کہا کہ اگر طائف کل فتح ہو جائے تو تم غیلان کی بیٹی کو لے لینا کہ جب سامنے آتی ہے تو اس کے شکم میں چار اور پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو آٹھ شکنیں پڑتی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام بدلگام سنا تو امہات المومنین کے پاس مخنثوں کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا[۲۶]۔ ان غزوات کے خاتمہ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ کے مقام پر قیام فرما کر اموال غنیمت تقسیم کیے۔ حضرت ام سلمہ آپ کی معیت میں تھیں۔ اس موقعہ کا ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ میں پانی منگوایا، اپنے دست مبارک دھوئے، کلی کی اور منہ دھویا پھر حضرات ابوموسیٰ اشعری و بلال حبشیؓ کو اسے پینے اور چہروں و ہنسلیوں پر ملنے کا حکم دیا جس کی انھوں نے تعمیل کی۔ وہ پانی استعمال کر رہے تھے کہ حضرت ام سلمہ نے پردے کے پیچھے سے فرمایا کہ اپنی ماں کے لیے بھی کچھ چھوڑ دو چنانچہ انھوں نے ام المومنین کے لیے بھی تھوڑا سا پانی بچا دیا[۲۷]۔

فتح مکہ کے ضمن میں واقدی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام سلمہ کے ساتھ دوسری زوجۂ مطہرہ حضرت میمونہ بھی تھیں۔ اس کے مطابق حضرت ابورافع نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حجون نامی مقام پر چرمی خیمہ لگایا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں قیام فرمایا اور آپ کے ساتھ حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ بھی تھیں[۲۸]۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت میمونہ بھی ان چاروں غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکاب تھیں۔ فتح مکہ کے غزوہ کے دوران حضرت ام سلمہ کی موجودگی اور کارکردگی کا ایک حوالہ واقدی نے مزید یہ دیا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار گیسوؤں (ضفائر) کو ذوالحلیفہ کے مقام پر گوندھا تھا اور آپ نے ان کو فتح مکہ اور قیام مکہ تک نہیں کھولا اور جب حنین کی طرف کوچ کا ارادہ فرمایا تو ان کو کھولا اور حضرت ام سلمہ نے ان کو بیری کے پانی سے دھویا[۲۹]۔

واقدی نے غزوۂ طائف کے ضمن میں ذکر کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

جب الایکہ میں قیام پذیر ہوئے تو آپ کی ازواج مطہرات میں سے دو حضرت ام سلمہ اور حضرت زینب ساتھ تھیں اور آپ نے ان دونوں کے لیے دو قبے لگوائے اور پورے محاصرۂ طائف کے دوران ان دونوں قبوں کے درمیان نمازیں ادا کرتے رہے اور یہ پورا عرصہ اٹھارہ یا انیس دنوں پر محیط تھا۔[۳۰]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عظیم غزوۂ تبوک میں شرکت وصحبت کی سعادت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نصیب میں آئی تھی۔ واقدی کے مطابق حضرت عرباض بن ساریہ کا بیان ہے کہ سفر وحضر میں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی دربانی کرتا تھا ہم تبوک میں قیام پذیر تھے کہ ایک رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم ضرورت سے گئے پھر منزل نبوی کی طرف واپس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے کچھ مہمان رات کا کھانا کھا چکے تو آپ قبہ میں داخل ہونے والے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت ام سلمہ تھیں کہ ہم تین آدمی — عرباض بن ساریہ، جعال بن سراقہ اور عبداللہ بن مغفل مزنی — بھوکے پہونچے اور آپ نے بڑی کدوکاوش کرکے ہمارے لیے کھجوریں فراہم کیں اور معجزۂ نبوی کے سبب ان میں اتنی برکت ہوئی کہ ہم سیر ہوگئے مگر وہ باقی بچ رہیں[۳۱] انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازوں خاص کر نماز تہجد اور خطبہ وغیرہ کا بھی دلآویز بیان پیش کیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری سفر مبارک کا عام ومعروف نام حجۃ الوداع ہے جسے حجۃ الاسلام سمجھنا چاہیے جو ۲۵ رذوالقعدہ ۱۰ھ سے تک جاری رہا اور ایک عمرے اور پہلے اور آخری حج اکبر پر مشتمل ومحیط رہا۔[۳۲] اس سفر خیر وبرکت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات جن کی تعداد اس وقت نو ہوچکی تھی آپ کی معیت وصحبت میں تھیں اہل سیر وحدیث کے صریح بیانات کے علاوہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج عالیات اس سفر سعادت میں آپ کے ساتھ تھیں متعدد حوالوں اور اشاروں سے بھی ان کی شرکت وموجودگی ثابت ہوتی ہے اور کئی دلچسپ واقعات اور اہم سنن کا علم بھی ہوتا ہے۔ جو صرف ازواج مطہرات کے سبب ہم تک پہونچا ہے۔

روایات کے مطابق حجۃ الوداع میں تمام ازواج مطہرات کو خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ چلنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ حضرت سودہ، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ

حضرت ام سلمہ، حضرت زینب بنت جحش، حضرت جویریہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت صفیہ اور حضرت میمونہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج اسلام ادا کیا۔ ابن سعد نے بطور خاص اس باب میں زیادہ تفصیلات فراہم کی ہیں[۳۱] ان کے استاد و مربی واقدی کے مطابق آپ کی تمام ازواج نے آپ کے ساتھ ہوادج میں سفر کر کے حج کیا اور جب تمام ازواج مطہرات اور اصحاب کرام جمع ہو گئے تو آپ مسجد ذوالحلیفہ میں داخل ہوئے، ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں پھر ہدی کے جانوروں کے گلے میں قلادے ڈالے اور اشعار کیا اور سوار ہو کر بیدا پہونچے تو احرام باندھا۔ حضرت ام سلمہ کی سند پر ذوالحلیفہ پہونچنے، وہاں رات گزارنے، ہدی کا اشعار و قلادہ ڈالنے اور احرام باندھنے کا ذکر دوسری روایت میں ہے۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے احرام نبوی میں خوشبو لگائی اور خود بھی احرام باندھا اور معطر کیا۔ قاحہ نامی مقام پر جب پہونچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے چہرے کی زردی (صفرہ) دیکھ کر فرمایا: اے شقیراء! تمہارا رنگ کتنا حسین ہے۔ آپ مکہ و مدینہ کے درمیان صرف دو رکعتیں نماز پڑھتے رہے اور بحالت امن پڑھتے رہے اور مکہ پہونچ کر بھی دو ہی رکعات ادا کرتے رہے اور سلام پھیر کر اہل مکہ کو نماز پوری کرنے کا حکم فرماتے کہ آپ مسافر تھے۔ حضرت عائشہ کو مقام سرف پہونچ کر ماہواری کی تکلیف شروع ہو گئی جس کے سبب انھوں نے عمرہ ادا نہیں کیا اور اسے بعد میں تنعیم سے جا کر ادا کیا۔ پھر حضرت حفصہ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ نے لوگوں کو احرام کھولنے کا حکم دیا ہے لیکن خود اپنے عمرہ کا احرام نہیں کھولا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کو گوندھ لیا ہے (لَبّدت) اور اپنی ہدی کو قلادہ ڈال دیا ہے اور اس کو قربان کیے بغیر احرام نہ کھولوں گا۔ امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ محدثین کرام کے ہاں احرام کھولنے کے سلسلہ میں حضرت حفصہ کے ساتھ حضرت عائشہ کا بھی ذکر آتا ہے جنھوں نے احرام کھولنے کا سبب پوچھا تھا۔

اس کے برخلاف حضرت عائشہ کی روایت و مشاہدہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا جو اہل مدینہ کا مسلک ہے کہ صحیح ترین ہے۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ سنیچر کا دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مَلَل نامی مقام پر گزارا پھر روانہ ہو کر شرف السیالہ شام کو پہونچے جہاں مغرب و عشاء پڑھی پھر سیالہ اور روحاء نامی مقامات کے درمیان واقع

عرق انطبیہ نامی جگہ پر راستے کے داہنے جانب والی مسجد میں نمازِ صبح ادا کی پھر آپ کو ایک نہدی شخص نے ایک گدھا (حمار عقیر) ہدیہ کیا جس کو حضرت ابوبکر نے آپ کے حکم سے صحابہ کرام میں تقسیم کر دیا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ خشکی کا شکار تمہارے لیے اس صورت میں حلال ہے جب دوسرے شکار کریں۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منصرف پہونچے جہاں عصر، مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھیں اور رات کا کھانا کھایا۔ صبح کی نماز انایہ میں پڑھی اور منگل کا دن عرج میں گزارا۔

عرج کے قیام نبوی سے متعلق حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق کی روایت میں ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرج پہونچنے کے بعد اپنی قیام گاہ کے صحن میں تشریف فرما ہوئے تو آپ کے پہلو میں حضرت ابوبکرؓ آکر بیٹھ گئے اور حضرت عائشہ آئیں تو دوسرے پہلو میں تشریف فرما ہوئیں اور جب حضرت اسماء خود پہونچیں تو حضرت ابوبکر کے پہلو میں تشریف رکھی۔ حضرت ابوبکر کا غلام جس نے ان کا ایک اونٹ گم کر دیا تھا۔ گھبرایا ہوا آیا تو حضرت ابوبکر نے اسے مارنا اور کہنا شروع کیا کہ ایک ہی اونٹ تھا وہ بھی تم نے کھو دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کے ساتھ فرمایا: اس احرام والے کو دیکھ رہے ہو کہ کیا کر رہا ہے؟ آپ نے ان کو منع نہیں کیا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق جب آل نضلہ اسلمی کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زادِ راہ جس اونٹ پر تھا وہ کھو گیا ہے تو وہ حیس سے بھرا ہوا ایک بڑا پیالہ لائے اور آپ کے آگے رکھ دیا۔ حضرت ابوبکر کو آپ نے کھانے کے لیے بلایا تب بھی وہ برابر غلام پر خفا ہوتے رہے۔ آپ نے ان کو نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا اور غلام کا دفاع کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے اہل، حضرت ابوبکر اور تمام حاضرین خدمت نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔[۳۲]

ابن اثیر نے حضرت صفیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ حج کیا اور راستہ ہی میں تھے تو حضرت صفیہ کا اونٹ بیٹھ گیا اور وہ رونے لگیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے ان کے آنسو پونچھنے لگے مگر ان کی آہ وزاری بڑھتی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو منع کرتے رہے۔ اسی مقام پر آپ نے پڑاؤ کر دیا۔ جب روانگی کی ٹھہری تو حضرت زینب بنت جحش سے فرمایا کہ اپنی بہن کو ایک

اونٹ دے دیں کہ ان کے پاس سب سے زیادہ جانور تھے۔ لیکن انھوں نے کہا کیا میں آپ کی یہودیہ کو امداد دوں جس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض ہوئے اور مکہ مکرمہ پہونچنے تک، بلکہ منیٰ کے قیام کے دوران بھی ان سے کلام نہیں کیا تاآنکہ آپ مدینہ واپس آگئے اور محرم وصفر کے دونوں مہینے بھی اسی طرح گزار دئے کہ ان کے پاس تشریف نہیں لے گئے اور نہ ان کی باری مقرر رکھی۔ پھر ربیع الاول میں آپ نے ان کو معاف کیا۔[۳۳]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت مرحومہ سے محبت وشیفتگی کا ایک عجیب واقعہ منقول ہے۔ فرماتی ہیں کہ ایک دن میرے پاس آپ بہت غمزدہ تشریف لائے۔ میں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں نے آج ایسا کام کیا ہے۔ کاش وہ نہ کیا ہوتا۔ میں بیت اللہ میں داخل ہوا مگر عین ممکن ہے کہ میری امت کا کوئی شخص اس میں داخل ہونے کی مقدرت نہ رکھے۔ تو اپنے دل میں صدمہ اور تکلیف محسوس کرے۔ ہم کو طواف کا حکم دیا گیا ہے داخلہ کا حکم نہیں دیا گیا۔ پھر آپ نے کعبہ پر غلاف چڑھایا۔ حضرت امام بخاری کے مطابق حضرت ام سلمہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیماری کے سبب سواری پر لوگوں کے عقب میں بیت اللہ کے طواف کی اجازت دی۔ حضرت عائشہ ہی کی ایک اور روایت ہے کہ جمعہ یوم ترویہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو منیٰ پہونچ کر نماز پڑھنے کا حکم دیا اور خود بھی زوال کے کے بعد منیٰ پہونچے اور ظہر وعصر، مغرب وعشاء اور صبح کی نمازیں وہاں پڑھیں اور دارالامارہ نامی مقام پر قیام پذیر ہوئے۔ حضرت عائشہ نے آپ کے لیے سایہ دار جھونپڑا (کنیف) بنانے کی اجازت چاہی لیکن آپ نے منع کر دیا۔ محدثین کے مطابق حضرت عائشہ ابھی تک اپنی ماہانہ تکلیف سے پاک نہیں ہوئی تھیں اس لیے آپ نے ان کو احرام کھولنے کا حکم دیا اور پھر حج کا احرام بندھوایا کہ وہ عرفہ کی رات تھی۔

ایک دوسری روایت کے مطابق منیٰ سے طلوع آفتاب کے بعد آپ نے عرفہ کے لیے رخت سفر باندھا اور وہاں پہونچ کر نمرہ پر قیام کیا جس کے لیے ایک بالوں کا خیمہ لگایا گیا اور کہا جاتا ہے کہ آپ نے ایک چٹان کی اوٹ میں قیلولہ کیا اور آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت میمونہ اسی کے سایہ میں لیٹی رہیں جبکہ دوسری ازواج طاہرات اردگرد لگے ہوئے قبول یا خیمہ میں محو استراحت تھیں۔

واقدی اور محدثین کرام کا اتفاق ہے کہ حضرت سودہ بنت ربیعہ نے مزدلفہ سے منیٰ جانے اور رمی جمار کرنے کی اجازت لوگوں کے ازدحام ہونے سے پہلے مانگ لی کیونکہ وہ اپنے بھاری بدن کی وجہ سے تیز نہیں چل پاتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی اجازت خاص عطا فرمائی اور دوسری ازواج کو روکے رکھا تا آنکہ صبح سویرے اپنے ساتھ ان کو جانے دیا۔ دوسرے دن بھیڑ دیکھ کر حضرت عائشہ کو افسوس ہوا کہ خود انھوں نے اس اجازتِ نبوی سے کیوں فائدہ نہ اٹھایا تاکہ لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے بچی رہتیں۔ حضرت عمران بن ابی انس کی ماں کی روایت ہے کہ ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے دوران فجر سے قبل ہی رمی جمار کر لیا تھا۔ جبکہ حضرت ابن عباس کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ازواج مطہرات کے ساتھ بھیجا تھا اور انھوں نے فجر کے ساتھ ہی رمی جمار کیا تھا۔ حضرت عائشہ نے ایک دلچسپ دلاآویز روایت یہ بیان کی ہے کہ صحابہ کرام میں سے کچھ نے حلق کیا اور کچھ نے قصر لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق فرمایا اور خود لوگوں میں اپنے موئے مبارک تقسیم فرمائے جو بہت سے لوگوں کے نصیب میں آئے پھر آپ نے بقیہ دفن کرا دئے اور سب کے لیے دعا کی۔ حلق کرنے والوں کے لیے تین بار اور قصر کرانے والوں کے لیے چوتھی بار میں صرف ایک مرتبہ۔ ایک روایت کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر (قربانی کے دن) واپسی (افاضہ) فرمایا اور ایک ضعیف روایت کے مطابق یوم النحر کی رات ہی کو اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ واپسی کی جبکہ صحابہ کرام دن کو واپس ہوئے۔ روایت یہ بھی ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات ہونے کے ساتھ ہی رمی کرتی تھیں۔ احرام اتارنے کے بعد حضرت عائشہ نے آپ کے خوشبو لگائی۔ آپ نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے ایک گائے ذبح کی اور کچھ گوشت ان کے پاس بھیجا۔ منیٰ ہی سے حضرت عائشہ نے آکر طواف کعبہ کیا۔

حضرت ابن عباس کی ایک روایت کے مطابق منیٰ سے واپسی کے دن (یوم الصدر) ظہرین ابطح میں پڑھیں اور حضرت ابورافع کے بقول انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تلاشِ منزل کی ابطح میں آپ کا خیمہ لگایا جس میں آکر آپ فروکش ہوئے لیکن حضرت عائشہ فرمایا کرتی تھیں کہ آپ نے وادی محصب میں قیام فرمایا جو روانگی کے لیے زیادہ موزوں تھا۔ ان ہی کی ایک روایت کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت صفیہ بنت حی کو یاد فرمایا اور جب آپ کو ان کی ماہواری تکلیف کی اطلاع دی گئی تو آپ نے ان کے سبب رو کے جاتے یا روانگی میں تاخیر کا خدشہ ظاہر کیا لیکن معلوم ہوا کہ وہ طواف افاضہ کر چکی ہیں تو آپ نے روانگی کا حکم دیا اور بیت تشریف لائے اور صبح سے قبل طواف کیا اور مدینہ منورہ کے لیے چل پڑے۔ راویوں کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی میں حضرت عائشہ کا قضا عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا جو انھوں نے تنعیم سے جا کر کیا۔ مدینہ کی طرف واپسی میں بطحاء مبارکہ میں قیام کے وقت اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا: یہ حج ہوا پھر گھروں میں قیام کا زمانہ آئے گا۔ آپ کے اس ارشاد کے سبب حضرت زینب بنت جحش اور حضرت سودہ بنت زمعہ حج نہیں کیا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی سواری ہم کو حرکت نہیں دے سکتی لیکن بقیہ ازواج برابر حج کرتی رہیں[۳۳]

حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات (۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ/ ۸ جون ۶۳۲ء) تک مزید کوئی سفر نہیں کیا لیکن روایات میں خاص کر احادیث میں آپ کے متعدد اسفار کا بلا تصریح بیان آتا ہے جو آپ نے ہجرت اور حجۃ الوداع کے درمیانی عرصہ میں کیے تھے۔ ان اسفار کی منازل کا تو پتہ چلتا ہے لیکن ان کی زمانی تحدید و تصریح صرف قرائن و قیاس پر کی جا سکتی ہے۔ بعض حضرات نے روایات کا بھی سہارا لیا ہے۔ ان غیر متعین اسفار نبوی میں بھی عام اصول کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ازواج مطہرات ساتھ ہوتی تھیں اور بعض میں ان کی واضح تصریح بھی ملتی ہے۔

تجزیاتی خلاصہ

غزوات و اسفار نبوی اور ان میں ازواج مطہرات کی شرکت باسعادت کے مفصل اور گہرے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بالعموم اپنی ازواجِ طاہرات میں سے کسی نہ کسی کو ضرور اپنے ساتھ رفیقِ سفر بنا کر لے جاتے تھے اور انتخاب قرعہ اندازی کے منصفانہ طریقہ سے فرماتے تھے۔ مکی زندگی میں بیشتر حصہ حضرت خدیجہ کے ساتھ گذرا مگر ان کے شریکِ سفر ہونے کا اب

تک کوئی ثبوت دستیاب نہیں ہوا۔ اس کے آخری حصہ میں اگرچہ دوسری اہلیہ محترمہ حضرت سودہ خانۂ نبوی کی زینت بن چکی تھیں تاہم ان کے سفر میں رفیق بننے کا بھی کوئی حوالہ نہیں مل سکا۔ مدنی زندگی میں ۴ھ/۶۲۶ء یا ۵ھ/۶۲۷ء باختلاف محدثین کرام و مورخین عظام غزوۂ مریسیع تک کسی بھی اہلیہ محترمہ کے رفاقتِ سفر کا ذکر نہیں آتا حالانکہ اس وقت تک حضرت سودہ کے علاوہ چار مزید ازواج طاہرات ــ حضرت حفصہ (۳ھ/۶۲۵ء) حضرت زینب بنتِ خزیمہ ہلالی (۴ھ/۶۲۶ء) حضرت ام سلمہ (۴ھ/۶۲۶ء) اور حضرت زینب بنتِ جحش اسدی (۴ھ/۶۲۶ء یا ۵ھ/۶۲۷ء) آپ کے حبالۂ نکاح میں آچکی تھیں۔ مدنی دور کے بقیہ پانچ سالہ زمانے میں چار مزید ازواج مطہرات ــ حضرت جویریہ بنت حارث خزاعی (۴ھ/۵ھ بعد غزوۂ مریسیع) حضرت ام حبیبہ اموی (۷ھ/۶۲۹ء) حضرت صفیہ بنت حی نفری (۷ھ/۶۲۹ء) اور حضرت میمونہ بنت حارث ہلالی (۷ھ/۶۲۹ء / ۸ھ/۶۳۰ء) آپ کے عقدِ مبارک میں آئیں۔ آخری پانچ سالہ دور کے تمام بڑے غزوات اور اہم اسفار میں ان میں سے کسی نہ کسی کی شرکت کا پتہ چلتا ہے لیکن کئی غزوات اور متعدد اسفار میں ان کی رفاقتِ نبوی کا واضح ثبوت نہیں ملتا۔

اس ضمن میں ایک اہم نکتہ یہ نظر آتا ہے کہ متعدد غزوات و اسفار میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو تین ازواج مطہرات رفیقِ سفر تھیں ۔ جیسے غزوہ مریسیع میں حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ ساتھ گئی تھیں جبکہ غزوۂ خندق کے دوران تین ازواج مطہرات میں مذکورہ بالا ازواج کے علاوہ حضرت زینب بنتِ جحش تیسری رفیقِ غزوہ تھیں ۔ غزواتِ فتح مکہ، حنین، طائف و اوطاس میں کم از کم، تین ازواج طاہرات کی کی شرکت کا ذکر ملتا ہے اور حسن اتفاق سے ان میں حضرت ام سلمہ اور حضرت زینب کے ساتھ حضرت میمونہ شامل و شریک تھیں۔

اگرچہ حضرت عائشہ کا اپنا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہمیشہ ساتھ رکھنا پسند فرماتے تھے اور سفر و حضر دونوں میں جدائی پسند نہیں کرتے تھے تاہم غزوۂ مریسیع میں حضرت ام سلمہ کے ساتھ اور ایک دوسرے سفر نامعلوم میں حضرت حفصہ کے ساتھ ان کی رفاقت و معیت کا ذکر مل سکا ہے اور بقیہ کسی غزوہ یا سفر میں ان کا ذکرِ خیر نہیں آتا۔ اس بابِ خاص میں دراصل حضرت عائشہ کا بیان حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر صادق آتا

ہے جو تمام ازواج مطہرات میں اس لحاظ سے ممتاز نظر آتی ہیں کہ زیادہ تر انھوں نے سب سے زیادہ غزوات میں رفاقت نبوی کا حق ادا کیا تھا۔ ان میں مریسیع کے علاوہ غزوات صلح حدیبیہ، خیبر، عمرۃ القضا، فتح مکہ، حنین، اوطاس، طائف اور تبوک شامل تھے۔ پھر وہ تمام دوسری ازواج عالیات کے ساتھ حجۃ الوداع کے سفر سعادت میں بھی برابر کی شریک و سہیم تھیں۔ حضرت سودہ اور حضرت ام حبیبہ کی شرکت کا ذکر بس اس آخری سفر نبوی کے ضمن میں ملتا ہے۔ حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالی کے کسی سفر میں شرکت کا ذکر نہیں ملتا۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ وہ صحبت نبوی سے محض دو تین ماہ ہی مستفید ہو سکیں۔

ایک اور اہم نکتہ اس باب میں یہ ہے کہ کئی غزوات و اسفار سے واپسی پر نئی ازواج مطہرات رفاقتِ نبوی سے بہرہ ور ہوئیں۔ جیسے غزوۂ مریسیع کی واپسی پر حضرت جویریہ شریک سفر تھیں تو غزوۂ خیبر کے بعد حضرت صفیہ، عمرۃ القضا کے خاتمہ پر حضرت میمونہ نئی شریک و رفیق سفر تھیں۔

مکی دور کی حیاتِ طیبہ میں ازواج مطہرات بالخصوص حضرت خدیجہ کی عدم شرکت کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر ہی نہیں کیے اور کیے بھی تو بعثت سے قبل تجارتی سفر جن میں زوجۂ عالیہ کی شرکت و معیت ضروری نہ تھی۔ یہی بات حضرت سودہ کے بارے میں کہی جا سکتی ہے کہ آپ نے اس زمانہ میں سفر ہی نہیں کیے۔ ابتدائی دورِ مدنی کے غزوات و اسفار میں ازواجِ مطہرات کی عدم شرکت کے دو امکانات ہیں: اول یہ کہ خطرات کی شدت کے سبب آپ نے ان کو لے جانا مناسب سمجھا ہو اور دوسرے دور میں غزوۂ خندق کے بعد خطرات کی شدت کے کم ہو جانے کی بنا پر ان کو شریک سفر کیا ہو۔ دوسرے یہ کہ ازواج مطہرات کی شرکت تو رہی ہو مگر مورخین و راویان کرام ان کا ذکر نہ کر سکے ہوں۔

جہاں تک اسفار و غزواتِ نبوی میں ازواج مطہرات کی شرکت کے نتائج و فوائد کا تعلق ہے گو اول بات یہ ہے کہ رفیق زندگی کا رفیق سفر ہونا بھی ضروری ہوتا ہے خاص کر طویل مدت کے اسفار میں۔ دوسرے یہ ان کی شرکت سے متعدد سنتوں، احکام شرعی اور لطائف زندگی کا علم ہوتا ہے جن سے زندگی زلیست کے لائق، معتبر اور سعادتِ

دارین کی حامل بنتی ہے اور یہی سب سے عظیم فائدہ ہے۔

تعلیقات وحواشی

۱؎ قدیم مآخذ و مصادرِ سیرت میں ابن ہشام، ابن سعد، واقدی، بلاذری وغیرہ تمام مورخین واہلِ سیرت نے تمام اسفارِ نبوی کو غزواتِ نبوی کا نام دے دیا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ محدثین کرام جیسے امام بخاری امام مسلم وغیرہ نے بھی اپنی کتب حدیث کے کتاب المغازی میں بھی اہلِ سیر کا طریقہ اختیار کر لیا ہے اور صلح حدیبیہ وغیرہ کو بھی "غزوہ" ہی شمار کیا ہے۔ جدید سیرت نگاروں میں شبلی نعمانی، سیرت النبیؐ اعظم گڑھ ۱۹۸۳ء، اول اور ادریس کاندھلوی، سیرت المصطفیٰ، دارالکتاب دیوبند اول، دوم وغیرہ نے بھی یہی طریق اختیار کیا ہے۔

جدید مطالعات کے لیے خاکسار کی دو کتابیں: عہدِ نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت کے ابواب اور عہدِ نبوی کی ابتدائی مہمیں ملاحظہ کریں۔ نیز مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، آکسفورڈ پریس لندن ۱۹۵۵ء بھی۔ دیکھی جاسکتی ہے۔

۲؎ قدیم مآخذ میں زیادہ تفصیلات موجود ہیں جن کو بدقسمتی سے جدید سیرت نگاروں نے کم استعمال کیا ہے۔ بہرحال شبلی، ادریس کاندھلوی اور دوسرے سیرت نگاروں کے ہاں بعض غزوات واسفار کے ضمن میں کچھ تفصیلات ضرور مل جاتی ہیں۔

۳؎ محمد بن حبیب بغدادی، کتاب۔

۴؎ واقدی، ۵۰-۲۴۹   ۵؎ واقدی، ۲۹۲۔

۶؎ واقدی، ۲۴۹، کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور دوسری مجاہدات اپنے ساتھ کھانا پانی اور دوائیں لے گئی تھیں کہ پیاسوں اور بھوکوں کو پلاتی اور کھلاتی تھیں اور زخمیوں کا علاج اور دوا دارو کرتی تھیں

۷؎ واقدی، ۲۹۲۔ محبت وعقیدت نبوی کے عجیب وبے مثال مظاہرے اس موقع پر دیکھنے میں آئے۔ اپنے بھائیوں، شوہروں اور باپوں اور دوسرے عزیزوں کی شہادت کی خبر تابڑ توڑ سنتی اور دل پر زخم پر زخم کھاتی جب یہ بے مثال خواتینِ اسلام دیدارِ نبوی سے مشرف ہوئیں تو گلوگیر ومسرت آگیں لہجے میں پکار اٹھیں: کل مصیبۃ بعدک یا رسول اللہ جلل

۸؎ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب حدیث الافک؛ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب التوبہ، باب فی حدیث الافک کے الفاظ ہیں: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یخرج سفراً اقرع بین ازواجہ

فاتیھن خرج سھما خرج بہا معہ، فاقرع بیننا فی غزاۃ غزاھا فخرج سھی فخرجت معہ بعدما انزل الحجاب .....الخ

واقدی، ۴۲۶ کی روایت عبداللہ بن زبیر کے الفاظ ہیں: آن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا خرج فی سفر اقرع بین نسائہ، فاتیھن خرج سھمہا خرج بہا، وکان یحب ان لا افارقہ فی سفر ولا حضر فلما اراد غزوۃ المریسیع اقرع بیننا فخرج سھمی وسھم ام سلمۃ، فخرجنا معہ، فغنمہ اللہ اموالھم و انفسھم، ثم انصرفنا راجعین۔

حضرت جویریہ بنت الحارث خزاعی کی شادی اور مدینہ آمد کے لیے ملاحظہ ہو: واقدی، ۴۱۱-۴۱۳۔

۹ بخاری، کتاب النکاح، باب القرعۃ بین النساء؛ مسلم، باب فضل عائشہ۔

۱۰ واقدی، ۴۲۳-۴۲۴۔ ۱۱ واقدی، ۴۲۶-۴۲۷۔

۱۲ واقدی، ۴۲۷-۴۲۸ ۱۳ واقدی، ۴۲۳

۱۴ واقدی ۴۲۹ ۱۵ واقدی، ۵۷۴

۱۶ واقدی، ۵۹۲ ۱۷ واقدی، ۶۱۳ اور ۶۱۵؛ نیز ملاحظہ ہو: بخاری۔

جنھوں نے حضرت ام سلمہ کے مشورۂ قربانی کا ذکر کرکے اس سفر میں ان کی شرکت کا بالواسطہ ذکر کیا ہے۔

۱۸ بخاری، باب مناقب ابی بکر؛ کتاب التفسیر، سورۃ النساء؛ مسلم، باب التیمم۔

۱۹ واقدی، ۶۸۵ ۲۰ واقدی، ۶۸۷

۲۱ واقدی، ۷۰۹ و ما بعد؛ بخاری، کتاب النکاح۔ کتاب المغازی، کتاب البیوع؛ مسلم، کتاب النکاح، کتاب الجہاد، باب غزوۃ خیبر نیز بخاری، کتاب الدیات، باب اذا قتل نفسہ خطأً کتاب الجہاد، باب من غزا بالصبی للخدمۃ، باب ما یقول اذا رجع؛ وغیرہ متعدد ابواب۔

۲۲ واقدی، ۷۳۷ اور

۲۳ واقدی، ۷۴۱-۷۴۰؛ مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم نکاح المحرم؛ بخاری، کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء

۲۴ واقدی، ۸۱۰-۸۱۱؛ دیار بکری، تاریخ الخمیس، مطبوعہ عثمانیہ قاہرہ ۱۳۰۲ھ، اول ۱۸/۱ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت ابوسفیان ہاشمی نے فتح مکہ سے قبل اپنے فرزند جعفر کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا اور فتح مکہ وغیرہ غزوات میں شریک رہے تھے۔

۲۵ بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب اسامہ، کتاب المغازی، ابواب غزوۃ فتح مکہ؛
۴۰۰

کتاب الحدود، باب کراہیۃ الشفاعۃ فی الحد؛ مسلم، کتاب الحدود، باب قطع السارق الشریف۔

۲۶ بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الطائف۔

۲۷ بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الطائف۔

۲۸ واقدی، ۹ ـ ۸۲۸ ۲۹ واقدی، ۸۶۸۔

۳۰ واقدی، ۷ ـ ۹۲۶ ۳۱ واقدی، ۷ ـ ۱۰۳۶۔

۳۲ واقدی، ۱۰۸۹ اور ، بخاری

۳۳ ابن سعد، ہشتم ابن اثیر، اسدالغابہ، پنجم، ۴۹۱

۳۴ واقدی، ۳ ـ ۱۰۹۰، ۵ ـــ ۴ ۱۰۹، ۱ ـــ ۱۱۰۰، ۷ ـ ۱۱۰۶، ۱۰ ـ ۹، ۱۱ ـ ۱۵، ۱۱۱۳

نیز ابن سعد، ہشتم۔ نیز ملاحظہ ہو: بخاری، کتاب المناسک، باب الطب/ عائشہ، باب مایلبس المحرم من الثیاب، باب ذبح الرجل البقر۔ مسلم، کتاب الحج، باب الطیب، باب من لبّد راسہ، باب تقلید الہدی، نیز بخاری، کتاب المناسک، باب کیف تحل الحائض، باب قولہ: الحج اشہر معلومات کتاب الحیض/ عائشہ؛ مسلم، کتاب الحج۔ نیز ملاحظہ ہو، بخاری، باب التمتع، باب من ساق البدن معہ، کتاب المغازی، حجۃ الوداع، مسلم، کتاب الحج، باب بیان وجوہ الاحرام، باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب وجوب الدم علی المتمتع (احرام کے باب میں روایت و بیان حضرت عائشہ)، بخاری، کتاب المناسک باب طواف النساء مع الرجال اور دوسرے ابواب؛ نیز کتاب التفسیر، سورۃ الطور (جب حضرت ام سلمہ نے طواف کعبہ کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پہلو میں نماز فجر میں سورۂ طور کی تلاوت کر رہے تھے) بخاری، کتاب الحیض/ عائشہ صدیقہ، کتاب المناسک وغیرہ مذکورہ بالا؛ بخاری، کتاب المناسک، باب من قدم ضعفۃ اہلہ، مسلم، کتاب الحج، باب استحباب تقدیم دفع..... الخ/ حضرت سودہ کی تقدیم اور حضرت عائشہ کے افسوس و بھیڑ بھاڑ میں منیٰ روانگی اور رمی جمار کے لیے) بخاری، کتاب المناسک، باب الطیب/ عائشہ صدیقہ، باب الطیب بعد رمی الجمار وغیرہ؛ کتاب المناسک باب ذبح الرجل البقر عن نسائہ/ عائشہ صدیقہ۔ نیز صحیح مسلم کے یہی ابواب۔ حضرت صفیہ کی ماہانہ تکلیف کے لیے ملاحظہ ہو: بخاری، کتاب المناسک، کتاب المغازی، باب حجۃ الوداع؛ مسلم، کتاب الحج، باب وجوب طواف الوداع/ عائشہ صدیقہ؛ حضرت عائشہ کے عمرۂ قضا کے لیے ملاحظہ ہو: بخاری کتاب المناسک، باب قولہ اللہ تعالیٰ: الحج اشہر معلومات/ عائشہ صدیقہ؛ کتاب الحیض، باب اذا حاضت المرأۃ بعدما افاضت، باب طواف الوداع، مسلم، کتاب الحج باب وجوہ الاحرام وغیرہ۔